نماز کی مشروعیت کے مقاصد اور اس کے عصری رجحانات کا فقہی مطالعہ

Jurisprudential study of the objectives of the legitimacy of prayer (Namāz) and its contemporary trends

Fanoos Safdar Shah
PhD Scholar,Islamic Studies,Qurtuba University of Science and Information Technology Dera Ismail Khan:
fanoosshah@gmail.com

Dr. Abdul Wahhab Khan
Professor, Department of Islamic studies Qurtuba University of Science and Information Technology D.I Khan

Muhammad Waris
PhD Scholar, Islamic studies, Qurtuba University of Science and Information Technology D.I Khan:
Bhorvi313@gmail.com

ABSTRACT

Namāz is the main source of meeting between the Creator (Khāliq) and his creature(Makhluq), Allah Almighty has placed many hidden purposes in the prayer, which are the cause of spiritual and inner satisfaction of the believer, the abundance of worldly engagements in the present age has made man depressed, due to which the number of suicides in the world is increasing. Prayer plays an important role to eliminate the practice of suicide. And basically, jurisprudence also describes the relationship between the Creator and the created, Imam Azam Abu Hanifa defined jurisprudence as saying that jurisprudence is the duty of the soul to know the rights that have been imposed on it by Allah Almighty. Nothing in Shariah is purposeless. Because Allah is wise and none of His work is useless or purposeless. In this article, an attempt has been made to find out about the virtues of Namāz.

Keywords: *Maqasid-Shariyat, Prayers, jurisprudence.*

مقاصد شریعت ایک اہم موضوع ہے جس کے ذریعے احکام دینیہ کی علت معلوم کی جاتی ہے تاکہ منطقی ذہنوں کو دین اسلام کی سمجھ حاصل ہو، عصر حاضر میں الحادی قوتیں ہر چیز میں علت کی خواہاں ہیں، جو اپنی ذہنی اختراعات کی بناء پر عالم اسلام کی معطر فضا کو آلود کرنے کی تگ ودو میں بر سر پیکار ہیں؛ اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہے۔ خطیب شربینی لکھتے ہیں:

"أنه تعالى حكيم على الإطلاق، وهو منزه عن فعل العبث، فكل ما فعله فهو حكمة وصواب"[1]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ حکیم علی الاطلاق ہے اور وہ بے فائدہ کاموں سے پاک ہے، ہر وہ کام جو اس نے کیا وہ مبنی بر حکمت وصواب ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔ چنانچہ ہر دور میں اس ذات حکیم وخبیر نے اپنے بندوں کی اصلاح کی خاطر انبیاء ورسل مبعوث فرمائے تاکہ بندوں کو راہ ہدایت پر گامزن کیا جائے، الغرض انبیاء ورسل کا بھیجنا بھی کسی خاص مقصد کے تحت رہا۔ اور اسی مقصد اور غرض کی تلاش کا نام مقاصد شریعت ہے۔ منطق وفلسفہ کی موشگافیوں نے عقل کی بنیاد پر خدا کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور انبیاء کی ضرورت کے منکر ہوئے کہ عقل کافی ہے تلاش کے لیے تو وہ منزل کو پائے بغیر راستے ہی میں بھٹک گئے۔ فلاسفروں، دانشمندوں اور عقل کے پرستاروں نے اصول دین میں بھی غوطہ زنی کی تو رطب ویابس کو خلط ملط کر بیٹھے اور بعض ہدایت پا گئے تو اکثر گمراہ ہوئے؛ تو اللہ تعالیٰ نے گم راہ انسانوں کی ہدایت کی خاطر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل کا متواتر سلسلہ جاری فرمایا؛ اور یہی مقصد شریعت ہے۔

مقاصد کا لغوی مفہوم

مقاصد مقصد کی جمع ہے؛ اور یہ عربی کے مادہ (ق ص د) سے مشتق ہے، اور اس پر میم مصدر کی ہے یعنی یہ مصدر میمی ہے۔ اس کے متعدد معانی ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ قصد کا معنی اعتماد کرنا اور ارادہ کرنا ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: "والقَصْدُ: الاعتمادُ والأَمُّ. قَصَدَه يَقْصِدُه قَصْداً وقَصَدَ لَهُ وأَقْصَدَني إِليه الأَمرُ" (ارادہ کرنا اور اعتماد کرنا)۔[2] بخاری شریف کی اس روایت میں

1 خطیب شربینی، شمس الدین محمد بن احمد، الشافعی، السراج المنیر في الإعانة علی معرفة بعض معاني کلام ربنا الحکیم الخبیر، القاہرۃ: مطبعہ بولاق، 1285ھ، ج2، ص8۔
Khatīb Sharbīnī, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Aḥmad, al-Shāfiʿī, al-Sirāj al-Munīr fī al-Iʿānah ʿalā Maʿrifat Baʿdh Maʿānī Kalām Rabbina al-Ḥakīm al-Khabīr, al-Qāhirah: Maṭbaʿah Būlāq, 1285 H, Vol. 2, p. 8.

2 الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح في اللغة، بیروت: دار الملایین، 1990ء، مادہ (باب القاف والصاد)۔
Al-Jawharī, Ismāʿīl ibn Ḥamād, al-Ṣiḥāḥ fī al-Lughah, Beirut: Dār al-Malāyīn, 1990 CE, (Bāb al-Qāf wa al-Ṣād)

یہ معنی موجود ہے:" فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ"[3] میں نے حضرت عثمان سے ملنے کا ارادہ کیا یہاں تک کہ وہ نماز کی طرف نکلے (تو میں نے ان سے اپنی حاجت عرض کی)۔

2۔ قصد کا معنی نیزہ گھونپنا یا تیر پھینکنا ہے؛ علامہ زبیدی لکھتے ہیں:"أَقْصَدْتُ الرجلَ إذا طَعَنْتَه أَو رَمَيتَه بِسَهْمٍ فَلَمْ تُخْطِئْ مَقاتِلَه فَهُوَ مُقْصَد"۔[4] اقصد کا فعل اس وقت استعمال ہوتا ہے جب آپ کسی کو نیزہ گھونپیں یا تلوار ماریں اور وار خطا نہ جائے تو یہ فعل استعمال ہوتا ہے۔ قصد کا یہ معنی مسلم شریف کی اس حدیث میں مراد ہے:" فَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِذَا شَاءَ أَنْ يَقْصِدَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَصَدَ لَهُ فَقَتَلَهُ"[5] مشرکین کا ایک شخص جب مسلمانوں کے کسی فرد کی طرف نیزہ پھینکتا تو اسے قتل کر دیتا۔

ما نحن فیہ بحث میں قصد کا معنی اعتماد کرنا اور ارادہ کرنا ہے کیونکہ مقاصد شریعت میں اللہ تعالیٰ کی منشاء و ارادہ کو جاننے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ان امور کو ضروری سمجھا گیا ہے جن پر شریعت نے اعتماد کیا ہے۔

مقاصد شرعیہ کی اصطلاحی تعریف

علمائے متقدمین نے مقاصد شریعت کی کوئی اصولی تعریف بیان نہیں کی کیونکہ ان کے ہاں علم مقاصد شریعت باقاعدہ ایک فن کی حیثیت میں نہیں تھا بلکہ اس کی حقیقت ،مشمولات اور متعلقات کا وجود ضرور تھا تو انہوں نے ان علل و اسباب کو بیان کرنے تک اکتفاء کیا تاہم متاخرین علماء نے اس علم کو باقاعدہ ایک فن کی حیثیت سے متعارف کروایا تو اس کی فنی تعریف بھی بیان کی جو اس کے اصول و فروع کے جامع ہے کیونکہ مقاصد شریعت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اصلاح ،منفعت ،دفع ضرور، تحسین و تزیین اور ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے احکام لازم فرمائے اور حکم دیا:

---

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، لاہور: المیزان ناشران و تاجران کتب، 2004ء، رقم: 3696۔
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Lahore: Al-Mīzān Publishers and Booksellers, 2004 CE, no: 3696

[4] الزبیدی، ابو الفیض محمد بن محمد، تاج العروس، مصر: دار الهدایۃ، س،ن، مادہ (قصد)۔
Al-Zubaydī, Abū al-Faḍl Muḥammad ibn Muḥammad, Tāj al-ʿArūs, Egypt: Dār al-Hidāyah, s. n., (Qaṣd).

[5] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۷ء، رقم: 160۔
Al-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Lahore: Idārah Islāmīyāt, 2007 CE, no: 160.

" لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"۔[6]

اللہ تعالیٰ کسی انسان کو مکلف نہیں فرماتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

1۔امام غزالیؒ نے مقاصد شریعت کی تعریف وتوضیح بایں الفاظ بیان فرمائی ہے:

" أَمَّا الْمَصْلَحَةُ فَهِيَ عِبَارَةٌ فِي الْأَصْلِ عَنْ جَلْبِ مَنْفَعَةٍ أَوْ دَفْعِ مَضَرَّةٍ، وَلَسْنَا نَعْنِي بِهِ ذَلِكَ، فَإِنَّ جَلْبَ الْمَنْفَعَةِ وَدَفْعَ الْمَضَرَّةِ مَقَاصِدُ الْخَلْقِ وَصَلَاحُ الْخَلْقِ فِي تَحْصِيلِ مَقَاصِدِهِمْ، لَكِنَّا نَعْنِي بِالْمَصْلَحَةِ الْمُحَافَظَةَ عَلَى مَقْصُودِ الشَّرْعِ وَمَقْصُودُ الشَّرْعِ مِنْ الْخَلْقِ خَمْسَةٌ: وَهُوَ أَنْ يَحْفَظَ عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ وَنَفْسَهُمْ وَعَقْلَهُمْ وَنَسْلَهُمْ وَمَالَهُمْ، فَكُلُّ مَا يَتَضَمَّنُ حِفْظَ هَذِهِ الْأُصُولِ الْخَمْسَةِ فَهُوَ مَصْلَحَةٌ، وَكُلُّ مَا يُفَوِّتُ هَذِهِ الْأُصُولَ فَهُوَ مَفْسَدَةٌ وَدَفْعُهَا مَصْلَحَةٌ"۔[7]

مصلحت دین اصل میں منفعت حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کا نام ہے جو ہماری مراد ہی نہیں ہوتی کیونکہ جلب منفعت اور دفع ضرر مخلوق کی تخلیق کی اصل ہے اور خلق خدا کے مقاصد کے حصول کے لیے اسی میں فائدہ ہے ،اور جو ہم معنی مراد لیتے ہیں وہ مقصود شرع کی حفاظت ہے اور وہ پانچ چیزیں ہیں: دین کی حفاظت، انسانی جان، عقل ،مال اور نسل کی حفاظت ہے۔اور ہر وہ طریقہ جو انہی اصول خمسہ کو متضمن ہو اسے مصلحت شرعیہ کا نام دیا جاتا ہے ۔اور جو چیز ان اصول میں سے کسی کی رافع ودافع ہو اسے فسا کا نام دیا جاتا ہے اور اس کو دور کرنا مصلحت بن جاتا ہے۔

2۔ابوالحسن آمدی نے اس کی تعریف یوں بیان کی:

" الْمَقْصُودُ مِنْ شَرْعِ الْحُكْمِ إِمَّا جَلْبُ مَصْلَحَةٍ أَوْ دَفْعُ مَضَرَّةٍ أَوْ مَجْمُوعُ الْأَمْرَيْنِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْعَبْدِ ; لِتَعَالِي الرَّبِّ تَعَالَى عَنِ الضَّرَرِ وَالِانْتِفَاعِ "[8]

---

[6] البقرۃ:286۔

Al-Baqarah: 286.

[7] الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المستصفیٰ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1413ھ، ج1، ص174۔

Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad, Al-Mustasfā, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1413 H, Vol. 1, p. 174.

8 آمدی، أبو الحسن سید الدین علي بن أبي علي بن محمد بن سالم الثعلبي، الإحکام في أصول الأحکام، بیروت: المکتب الاسلامی، س ن، ج3، ص271۔

حکم شرعی سے مقصود یا تو جلب مصلحت ہوتا ہے یا دفع ضرر یا دونوں چیزیں بندے کی ضرورت کے اعتبار سے کیونکہ اللہ تعالیٰ ضرر و انتفاع ماوراء ہے۔

"مقاصد شریعت ایسی مصلحتوں کو کہتے ہیں، جن کی شریعت نے بندوں کو نفع پہنچانے یا نقصان سے بچانے کی خاطر دنیوی یا اخروی اعتبار سے ہر جگہ اور ہر زمانہ میں رعایت کی ہے"۔

بالفاظ دیگر:

"مقاصد شریعت سے مراد وہ اسرار اور حکمتیں ہیں جنہیں حضرت شارع نے احکام دین میں رکھ دیا ہے اور ان میں جلب منفعت اور دفع مضرت کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے"۔

مقاصد شریعت کا آغاز وارتقاء

مقاصد شریعت کا غیر مرتب طور پر تو آغاز ابتدائے اسلام سے ہی ہے کیونکہ دین اسلام ایک بامقصد دین حیات ہے جس کے ہر کام میں حکمتیں ہی حکمتیں ہیں۔ حدود شرعیہ کو دیکھ لیں جن کا نفاذ باری تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح کی خاطر کیا؛ اگر زانی کو سزا نہ دی جائے تو عزتیں پامال ہوتی رہتی ہیں، شرابی کو سزا نہ دی جائے تو معاشرے میں زنا عام ہو جائے، چوری ڈاکہ زنی کا بازار گرم ہو جائے، قاذف کی حد اس لیے نافذ کی گئی تاکہ کسی کی عصمت دری نہ ہو، عہد رسالتمآب ﷺ میں مولفۃ القلوب کو زکوۃ اس لیے دی جاتی تھی تاکہ ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہو جائے یا بعضوں کے شر سے بچا جائے، الغرض اسلام کا مکمل نظام کسی نہ کسی مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے، اگر مزید غور و فکر کریں تو قرآن کریم کی تدوین اس لیے کی گئی تاکہ اس کی حفاظت کا اہتمام ہو جائے۔ نیز فقہ اسلامی کا ایک مکمل باب القیاس اسی مقصد کی تلاش پر مبنی ہے کیونکہ قیاس میں اصل مسئلہ میں علت کو تلاش کیا جاتا ہے کہ یہ کام جائز ہے تو کیوں؟ ناجائز ہے تو کیوں؟ گویا مقاصد شریعت کا دوسرا نام علت بھی ہے۔

Āmīdī, Abū al-Ḥasan Sayyid al-Dīn ʿAlī ibn Abī ʿAlī ibn Muḥammad ibn Sālim al-Thaʿlabī, Al-Iḥkām fī Uṣūl al-Aḥkām, Beirut: Al-Maktab al-Islāmī, s. n., Vol. 3, p. 271.

عہد رسالتماب ﷺ کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور فقہائے مجتہدین نے بہت سارے ان مسائل میں قیاس سے کام لیا، جن کے بارے میں نہ تو کوئی نص تھی اور نہ ہی صحابہ کا قول، اور ظاہر ہے کہ قیاس میں علت کا بڑا دخل ہوتا ہے، جو مقاصد شریعت کے بہت قریب ہے، خود حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے:

"اللہ تعالیٰ کے احکام کے اغراض ہیں، یہ ہماری طرف لوٹنے والی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں"[9]

باقی فقہائے کرام کے اجتہادات کی مثالیں کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں، اس کی تفصیل میں تطویل کا اندیشہ ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"پھر تابعین، پھر ان کے بعد علمائے مجتہدین برابر مصالح کے ذریعہ احکام کی علت نکالتے رہے، ان کے معانی کو سمجھتے رہے اور منصوص حکم کی بابت دفع مضرت اور جلب منفعت کے لئے مناسب مناط تخریج کرتے رہے، جیسا کہ ان کی کتابوں اور ان کے مذاہب میں تفصیل سے لکھا ہوا ہے"[10]

پہلے مرحلہ میں عموماً امام غزالیؒ کے استاذ امام الحرمین جوینیؒ اور امام غزالیؒ کا نام ذکر کیا جاتا ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سے پہلے ابو عبداللہ محمد بن علی حکیم ترمذی (م:۲۷۹ھ)، ابو منصور ماتریدی (م:۳۳۳ھ)، ابو بکر قفال (کبیر) شاشی شافعی (م:۳۶۵ھ)، ابو بکر ابہری (م:۳۷۵ء) اور قاضی ابو بکر محمد بن طیب باقلانی (م:۴۰۳ھ) وغیر ہم نے اسرار شریعت، احکام شریعت کی علتوں اور ان کے مقاصد پر گفتگو کی ہے؛ بل کہ اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی ہیں؛ چنانچہ حکیم ترمذی کی "الصلاۃ و مقاصدہا" اور "الحج وأسرارہ"، ابو منصور ماتریدیؒ کی "مأخذ الشرائع"، قفال شاشی کی "أصول الفقہ" اور "محاسن الشریعۃ"، ابہری کی "کتاب الأصول"، "کتاب إجماع

---

[9] محمد عبدہ، الدکتور، الفکر المقاصدی عند الإمام الغزالی، ص:۱۵۱۔
Muḥammad ʿAbdah, Al-Duktar, Al-Fikr al-Maqāṣidī ʿinda al-Imām al-Ghazālī, p. 151
[10] الغزالی، حجۃ اللہ البالغہ، بیروت: دار الجیل، س ن، ج 1، ص29۔
Al-Ghazālī, Ḥujjat Allāh al-Bāligha, Beirut: Dār al-Jīl, s. n., Vol. 1, p. 29.

أہل المدینۃ" اور "مسالکۃ الجواب والدلائل والعلل" اور باقلانی کی "التقریب والإرشاد فی ترتیب طرق الاجتہاد" وغیرہ کتابیں اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔[11]

پھر مرورزمانہ کے ساتھ اس فن نے ترقی کی اور مقاصد شریعت کو باقاعدہ طور پر مدون کیا گیا؛ جس میں ملک العلماء عزبن عبدالسلام متوفیٰ606ھ کانام سرفہرست ہے ؛تاہم اس مرحلہ میں عزبن عبدالسلام کے شیخ استاذ علی بن محمد سیف آمدی متوفیٰ631ھ نے اس پر کام کیا، جنھوں نے اس فن پر درج ذیل کتابیں تصنیف فرما کر اسے ترقی دی: المحصول، الإحکام فی أصول الأحکام، لباب الالباب۔ اوران کتب میں علامہ آمدی نے مقاصد شریعت کے مابین تطبیق کیفیت کو واضح کیا۔[12] علامہ عز نے اس فن پر قواعد الاحکام فی مصالح الانام لکھی جس میں ملک العلماء نے اس فن کی مزید نوک پلک کو سنوارا، مصالح ومفاسد کو وضاحت کی ،اور شجرۃ المعارف والاحوال وصالح الاقوال والاعمال بھی علامہ عز نے اسی فن کی توضیحات پر تحریر فرمائی۔

عزبن عبدالسلام کے بعدان کے شاگرد علامہ شہاب الدین قرافی متوفیٰ 685ھ نے اس فن پر انوارالفروق فی انواء البروق، شرح تنقیح الفصول اور النفائس لکھیں۔ اور ان میں مقاصد سے متعلقہ چند قواعد متعارف کروائے:

قاعدة المقاصد، قاعدة الوسائل اورقاعدة المشقة المسقطة للعبادة والمشقة التى لاتسقطها وغيره۔[13]

---

[11] الغزالی، المستصفیٰ، ج2، ص482۔

Al-Ghazālī, Al-Mustasfā, Vol. 2, p. 482.

[12] آمدی، الاحکام فی اصول الاحکام، ج3، ص271۔

Āmīdī, Al-Aḥkām fī Uṣūl al-Aḥkām, Vol. 3, p. 271.

13 القرافی، أبوالعباس شھاب الدین أحمد بن إدریس، شرح تنقیح الفصول، بیروت: شرکۃ الطباعۃ الفنیہ المتحدۃ، 1393ھ، ج1، ص391۔

Al-Qarāfī, Abū al-ʿAbbās Shihāb al-Dīn Aḥmad ibn Idrīs, Sharḥ Tanqīḥ al-Fuṣūl, Beirut: Sharikat al-Ṭibāʿah al-Fannīyah al-Muttaḥidah, 1393 H, Vol. 1, p. 391.

پھر اس فن کو مزید نجم الدین طوفی نے وسعت دی، اور معراج الوصول إلی علم الأصول، روضۃ الناظر وجنۃ المناظر اور البلبل فی أصول الفقہ تصنیف فرمائیں۔ اور معراج الوصول میں لاضرر ولا ضرار فی الاسلام کے تحت مقاصد شریعت پر تفصیلی گفتگو فرمائی، علمائے اصول کے ہاں علامہ طوفی کو اس فن کے بانیان میں شمار کیا جاتا ہے۔

ان کے بعد شیخ ابن تیمیہ کا نام قابل ذکر ہے جنہوں نے اس فن پر کوئی باقاعدہ کتاب تو نہیں لکھی تاہم ان کی ہر تحریر میں اس فن کی مباحث میں عموماً ملتی ہیں، شیخ احمد الریسونی لکھتے ہیں:

"لایکادیخلوکلام له عن الشریعة وأحکامها من بیان حکمها ومقاصدهاوإبراز مصالحها و مفاسد مخالفتها"۔[14]

ان کا کوئی کلام احکام شریعت کے متعلق مقاصد سے خالی نہیں ہے، مصلحتوں کی وضاحت اور مفاسد کی مخالفت کو خوب بیان کیا ہے۔

نماز کی مشروعیت میں مقاصد شریعت

نماز اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہم ذریعہ ہے اور اس کی مشروعیت میں ایک راز یہی ہے کہ بندہ مومن اپنے رب کریم کی یاد میں وقت گذارے؛ اسی عظیم مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

" وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي"۔[15]

اے (پیغمبر) میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کر۔

نماز نصیحت ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے نماز کی ادائیگی اپنے بندوں سے طلب فرمائی؛ ارشاد ربانی ہے:

"وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ"[16]

---

[14] الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الشاطبی، ص68۔

Al-Raysūnī, Naẓariyat al-Maqāṣid ʿinda al-Shāṭibī, p. 68.

[15] طہ:14۔

Ṭāh: 14.

[16] ھود:114۔

Hūd: 114.

اور نماز ادا کیجئے دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصہ میں، بیشک نیکیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں، یہ نماز نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔

اس آیت کریمہ میں نماز پنجگانہ کی مشروعیت کا حکم بیان ہوا ہے اور اس میں کارفرما حکمتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہی نماز سراپا نصیحت ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفتی قاسم قادری لکھتے ہیں:

اس آیت کریمہ میں دن کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ان میں نماز کیا ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے اور ان دو حصوں میں پہلا حصہ زوال سے قبل ہے جس میں نماز فجر داخل ہے اور دوسرے حصے میں زوال کے بعد کا وقت ہے جس میں ظہر اور عصر کی دو نمازیں ہیں اور آیت کے اگلے حصے میں رات کی نمازوں کا ذکر ہے جن میں شام اور عشاء کی نماز داخل ہے۔ اور جو نیکیاں برائیوں کو ختم کرتی ہیں ان کا مصداق بھی یہی نماز پنجگانہ ہیں۔[17]

اس آیت کریمہ میں ایک اور مقصد یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نماز سیئات کو مٹا دیتی ہے؛ اس کا صریح حکم اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے:

" وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ۔[18]

اور نماز پڑھیئے بیشک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

اور اگر وہ نماز نمازی کو سیئات سے نہیں بچا رہی تو گویا وہ شخص نمازی نہیں ہے بلکہ حدیث پاک میں ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ، لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللهِ إِلَّا بُعْدًا"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے برائی و بے حیائی سے نہیں بچاتی تو وہ شخص اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔

---

[17] عطاری، قاسم قادری، مفتی، صراط الجنان، کراچی: مکتبۃ المدینہ، 2012ء، تحت الایۃ: ھود:114۔

ʿAṭārī, Qāsim Qādirī, Muftī, Ṣirāṭ al-Jinān, Karachi: Maktabat al-Madīnah, 2012 CE, under verse Hūd: 1.

[18] العنکبوت:45۔

Al-ʿAnkabūt: 45

گویا وہ نماز بجائے تقرب کے بُعد اور دوری کا سبب بنتی ہے۔ تاہم نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ ہے، اسے ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے اور ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تمام اذکار کا سردار اللہ کا ذکر ہے اور وہ نماز ہے گویا یہ عبادت سید الاذکار ہے۔

نماز میں شریعت کا ایک مقصد بندہ مومن اور اللہ کے مابین رازداری کو قائم رکھنا ہے اور یہ مقام قرب کی معراج ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے کوئی راز مخفی نہیں ہے بلکہ وہ علیم بذات الصدور ہے اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا"۔[19]

کوئی بھی تین آدمی رازداری کرتے ہیں تو چوتھا ان کے ساتھ وہی اللہ ہے، پانچ نہیں ہوتے الا یہ کہ چھٹا اللہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ لوگ رازداری کرتے ہیں مگر اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ نماز میں مومن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتا ہے:

" إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ "[20]

تم میں سے کوئی شخص جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے اور اس کے اور قبلہ کے مابین اللہ ہی ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں اسی مقام قرب کا تصور یوں بیان کیا گیا ہے:

" أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ"[21]

تو اللہ کی عبادت یوں کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ سکتا تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔

---

[19] المجادلۃ:7۔

Al-Mujādila: 7

[20] بخاری، رقم:405۔

Al-Bukhārī, no: 405

[21] بخاری، الجامع الصحیح، رقم:50۔

Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, no: 50

یہ مقام قربِ احسان کی حد تک ہے جسے قرآن کریم نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

" وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ"۔[22]

ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم جانتے ہیں جو اس کے دل میں کھٹکتی ہے اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

سلطان العلماء عزبن عبد السلامؒ نے عبادت کے مجموعی مقاصد بیان کرتے ہوئے تقرب الی اللہ کے حصول کو مقصد اول شمار کیا ہے اور اس پر دلائل دیئے۔[23]

اللہ تعالیٰ نے اسی بناء پر اپنے خاص قرب میں رہنے والوں کے لیے انعامات واکرام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ"۔[24]

پس مرنے والا اگر مقربین کے گروہ سے ہو گا تو اس کے لیے راحت، باغات اور جنت کی نعمتیں ہوں گی۔

اور بلاشبہ نماز تو ہے ہی قرب حاصل کرنے کا اول ذریعہ جس کے متعلق اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ارشاد فرمایا:

" وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ"[25]

اور (اے حبیب مکرم ﷺ) سجدہ کیجئے اور ہمارا قرب حاصل کیجئے۔

اس آیت کی تفسیر میں مقاتل بن سلیمانؒ نے ترتیب ارکان کی مقصدیت کو بیان کیا ہے:

---

[22] ق:16۔

Qaf: 16

[23] سلطان العلماء، عزبن عبد السلام، مقاصد العبادات، حمص: مطبعۃ الیمامہ، 1995ء، ص 11۔

Sultan al-ʿUlamāʾ, ʿIzz ibn ʿAbd al-Salām, "Maqāṣid al-ʿIbādāt" in Ḥimṣ: Maṭbaʿat al-Yamāmah, 1995 CE, p. 11

[24] الواقعہ:88،89۔

Al-Wāqiʿah: 88, 89

[25] النجم:19۔

Al-Najm: 19

"لأنهم كانوا يبدؤون بالسجود، ثم بعد السجود بالركوع، ثم بعد الركوع بالقيام، فكانوا يقومون، ويطلبون المسألة من آلهتهم فأمر الله تعالى أن يسجدوا ويقتربوا، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسجد، ثم يركع، ثم يقوم، فيدعو الله تعالى ويحمده فخالف الله تعالى على المشركين بعد ذلك، فأمر النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يبدأ بالقيام، ثم بالركوع، ثم بالسجود".

کفار جب اپنے بتوں کے سامنے کھڑے ہوتے توان کاطریقہ یہ تھاکہ وہ پہلے ان کے سامنے سجدہ ریزہوجاتے پھراس طرح اوپر کی جانب اٹھتے پھر کھڑے ہو کر اپنے جھوٹے خداؤں کے سامنے دست سوال دراز کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کفار کی اس مشابہت سے منع فرمایااور نبی کریم ﷺ کو حکم دیاکہ آپ نماز کی ابتداء قیام سے کریں پھر رکوع پھر اس سے قریب تر مقام سجدہ میں جاپہنچیں۔

نمازپنجگانہ کی مقرر کردہ رکعات میں مقاصد شریعت

نمازوں کی ان رکعات میں بھی انبیاء کرام کی نمازوں کاحسن موجودہے؛ان نمازوں کی ترتیب رکعات میں جو کمال حسن موجودہے؛اس کے متعلق امام طحاوی نقل کرتے ہیں:

" مَا حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرَ , قَالَ: سَمِعْتُ بَحْرَ بْنَ الْحَكَمِ الْكَيْسَانِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدٍ ابْنَ عَائِشَةَ يَقُولُ:إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ , لَمَّا تِيبَ عَلَيْهِ عِنْدَ الْفَجْرِ , صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَصَارَتِ الصُّبْحَ , وَفُدِيَ إِسْحَاقُ عِنْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْبَعًا , فَصَارَتِ الظُّهْرَ , وَبُعِثَ عُزَيْرٌ فَقِيلَ لَهُ كَمْ لَبِثْتَ؟ فَقَالَ: يَوْمًا , فَرَأَى الشَّمْسَ فَقَالَ: أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ , فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَصَارَتِ الْعَصْرَ وَقَدْ قِيلَ غُفِرَ لِعُزَيْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ , وَغُفِرَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ , عِنْدَ الْمَغْرِبِ , فَقَامَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ , فَجُهِدَ فَجَلَسَ فِي الثَّالِثَةِ , فَصَارَتِ الْمَغْرِبُ ثَلَاثًا. وَأَوَّلُ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ , نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَلِذَلِكَ قَالُوا الصَّلَاةُ الْوُسْطَى هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ. فَهَذِهِ عِنْدَنَا مَعْنًى صَحِيحٌ , لِأَنَّ أَوَّلَ الصَّلَوَاتِ إِنْ كَانَتِ الصُّبْحُ , وَآخِرَهَا الْعِشَاءُ الْآخِرَةُ , فَالْوُسْطَى فِيمَا بَيْنَ الْأُولَى وَالْآخِرَةِ هِيَ الْعَصْرُ , فَلِذَلِكَ قُلْنَا: إِنَّ الصَّلَاةَ الْوُسْطَى , صَلَاةُ الْعَصْرِ , وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ , وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ , رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى"[26]

26 الطحاوی، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامہ، شرح معانی الأثار، بیروت: عالم الکتب، 1414ھ، رقم: 1046۔
Al-Ṭaḥāwī, Abū Jaʿfar Aḥmad ibn Muḥammad ibn Salāmah, "Sharḥ Maʿānī al-Āthār" in Beirut: ʿĀlam al-Kutub, 1414 H, no: 1046

عبید اللہ بن محمد بن عائشہ بیان کرتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کی فجر کے وقت توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعت ادا نماز ادا کی تو وہ صبح کی نماز بن گئی اور ظہر کے وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کا فدیہ دیا گیا تو حضرت ابرٰہیم علیہ السلام نے چار رکعات ادا فرمائیں جو ظہر کی نماز بنی اور عزیر علیہ السلام جب زندہ اٹھائے گئے اور پوچھا گیا کہ تم کتنا عرصہ یہاں رہے تو عرض کی ایک دن پھر انہوں نے سورج دیکھا تو کہنے لگے دن کا کچھ حصہ پھر چار رکعتیں پڑھیں جو نماز عصر بن گئی اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عزیر کی مغفرت کی گئی اور حضرت داود علیہ السلام کی مغفرت ہوئی تو شام کا وقت تھا اور انہوں نے چار رکعات پڑھنے کی نیت باندھی لیکن تھکاوٹ کی وجہ سے تین پر ہی بیٹھ گئے جو نماز مغرب کی سنت قائم ہوئی، اور نماز عشاء سب سے پہلے ہمارے نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے ادا فرمائی۔ اسی بناء پر کہا گیا ہے کہ نماز وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور یہی معنی درست ہے کیونکہ اول نماز فجر ہو اور آخری عشاء تو درمیانی نماز عصر ہی بنتی ہے۔ یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

مذکورہ روایت سے بھی نماز کی مشروعیت کا یک مقصد ظاہر ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہوئے نوافل ادا فرمائے گویا یہ نماز ادائے شکر کا ایک ذریعہ ہے اور انسان کو تو ہر حال میں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اچھی صورت عطا فرمائی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ، هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"۔[27]

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھکانہ بنایا اور آسمان کو چھت اور تمہیں صورت دی تو سب سے اچھی صورت دی اور تمہیں پاکیزہ رزق دیا، یہ تمہارا رب ہے پس اللہ بابرکت ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ہے پس اسی کو پکارو اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا کہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے رزق کا اچھا بندوبست فرمایا پھر تمہیں تخلیق کے مراحل سے گذارا تو اچھی صورت دے کر تمہیں نوازا اور تمہیں زندہ رکھنے

---

[27] غافر:65،64۔

Ghāfir: 64, 65

کے لیے رزق کی فراوانی عطا فرمائی تو بلاشبہ یہی رب لائق عبادت ہے اور پھر اس میں اپنی شان یہ بھی فرمادی کہ وہ زندہ ہے اور معبود کو زندہ ہونا چاہیے جو رب کسی کی سن نہ سکے وہ کیسے لائق عبادت ہوگا، اس سے غیر خدا اور بتوں کی تردید ہے اور اپنی عبادت کا حکم دے کر اس پر شکر کرنے کی بھی ترغیب وتربیت دی اور الحمدللہ رب العلمین کے کلمات سے اپنے مخلص بندوں کی تربیت فرمائی۔

نماز کے عصری رجحانات کا فقہی مطالعہ

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اگر اس کی شکر گذاری کی سعادت نہ دی گئی ہو تو پھر ڈھیروں مال ودولت اور نعمتوں کی فراوانی بندے کو مطمئن نہیں کرسکتیں اور نہ اس کے دل کو تسکین مل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے اہل ایمان اپنے رب کی عطا پر قناعت کرتے ہیں اور اس کی شکر گذاری کے لیے نماز پنجگانہ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔

نماز کی مشروعیت کا یہ ایک عقلی مقصد ہے جسے امام کاسانیؒ نے یوں بیان کیا:

"أَنَّ هَذِهِ الصَّلَوَاتِ إِنَّمَا وَجَبَتْ شُكْرًا لِلنِّعَمِ مِنْهَا: نِعْمَةُ الْخِلْقَةِ؛ حَيْثُ فَضَّلَ الْجَوْهَرَ الْإِنْسِيَّ بِالتَّصْوِيرِ عَلَى أَحْسَنِ صُورَةٍ، وَأَحْسَنِ تَقْوِيمٍ كَمَا قَالَ تَعَالَى {وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ}[28]وَقَالَ {لَقَدْ خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ}[29]حَتَّى لَا تَرَى أَحَدًا يَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ عَلَى غَيْرِ هَذَا التَّقْوِيمِ، وَالصُّورَةِ الَّتِي أُنْشِئَ عَلَيْهَا وَمِنْهَا: نِعْمَةُ سَلَّامَةِ الْجَوَارِحِ عَنْ الْآفَاتِ إذْ بِهَا يَقْدِرُ عَلَى إقَامَةِ مَصَالِحِهِ، أَعْطَاهُ اللَّهُ ذَلِكَ كُلَّهُ إنْعَامًا مَحْضًا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْبِقَ مِنْهُ مَا يُوجِبُ اسْتِحْقَاقَ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَ بِاسْتِعْمَالِ هَذِهِ النِّعْمَةِ فِي خِدْمَةِ الْمُنْعِمِ شُكْرًا لِمَا أَنْعَمَ، إذْ شُكْرُ النِّعْمَةِ: اسْتِعْمَالُهَا فِي خِدْمَةِ الْمُنْعِمِ ثُمَّ الصَّلَاةُ تَجْمَعُ اسْتِعْمَالَ جَمِيعِ الْجَوَارِحِ الظَّاهِرَةِ مِنْ الْقِيَامِ، وَالرُّكُوعِ، وَالسُّجُودِ، وَالْقُعُودِ وَوَضْعِ الْيَدِ مَوَاضِعَهَا وَحِفْظِ الْعَيْنِ، وَكَذَا الْجَوَارِحُ الْبَاطِنَةُ مِنْ شَغْلِ الْقَلْبِ بِالنِّيَّةِ، وَإِشْعَارِهِ بِالْخَوْفِ، وَالرَّجَاءِ، وَإِحْضَارِ الذِّهْنِ، وَالْعَقْلِ بِالتَّعْظِيمِ، وَالتَّبْجِيلِ؛ لِيَكُونَ عَمَلُ كُلِّ عُضْوٍ شُكْرًا لِمَا أَنْعَمَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ وَمِنْهَا: نِعْمَةُ الْمَفَاصِلِ اللَّيِّنَةِ، وَالْجَوَارِحِ الْمُنْقَادَةِ الَّتِي بِهَا يَقْدِرُ عَلَى اسْتِعْمَالِهَا فِي الْأَحْوَالِ الْمُخْتَلِفَةِ؛ مِنْ الْقِيَامِ، وَالْقُعُودِ، وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالصَّلَاةُ تَشْتَمِلُ عَلَى هَذِهِ الْأَحْوَالِ فَأُمِرْنَا

---

[28] غافر:64۔

Ghāfir: 64

[29] التین:4۔

Al-Ṭīn: 4

بِاسْتِعْمَالِ هَذِهِ النِّعَمِ الْخَاصَّةِ فِي هَذِهِ الْأَحْوَالِ فِي خِدْمَةِ الْمُنْعِمِ؛ شُكْرًا لِهَذِهِ النِّعْمَةِ، وَشُكْرُ النِّعْمَةِ فَرْضٌ عَقْلًا وَشَرْعًا"۔[30]

یہ نمازیں رب کریم کا شکر ادا کرنے کی خاطر فرض کی گئی ہیں، کیونکہ اس نے انسان کو نعمتیں عطا کی ہیں اور ان نعمتوں میں سے ایک نعمت اسے خوبصورت میں ہیئت میں تخلیق فرمانا ہے جس کے لیے سورۃ التین میں فرمایا ہے کہ تحقیق ہم نے انسان کو (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر پیدا فرمایا ہے[31]، اور یہ ایسی صورت ہے کہ اس کے بغیر کوئی بھی نہیں چاہے گا کہ اسے کسی اور شکل و صورت پر بنایا جائے اور ان نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اس نے اعضاء و جوارح کو آفات سے محفوظ رکھا جس کی وجہ سے بندہ تمام امور بجالانے پر قادر ہے اور یہ سب نعمتیں انسان کے تقاضے کے بغیر اسے عطا فرمادی گئیں جو خالصۃ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اس احسان کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور انہی اعضاء کو استعمال کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ شکر کا تقاضا ہے کہ منعم کی خدمت میں انہی اعضاء کو استعمال کیا جائے اور نماز ہی وہ عبادت ہے جس میں یہ تمام اعضاء استعمال ہوتے ہیں کہ انسان قیام، رکوع، سجود اور قعدہ میں بیٹھتا ہے اور اعضاء حرکت کرتے ہیں اور اسی نماز کی بدولت اعضائے باطنیہ بھی استعمال ہوتے ہیں کہ دل نیت میں مصروف ہوتا ہے تو اس میں خوف ورجا کی کیفیت بھی پیدا ہوتی ہے اور عقل اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں حاضر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اس نے اعضاء کو نرم بنایا تاکہ وہ الہ العلمین کے سامنے جھک جائیں اور نماز کے ارکان میں جھکنے کے بھی مختلف مراحل ہیں کبھی قیام تو کبھی رکوع، پھر سجدہ، قعدہ پھر سجدہ اور تشہد، یہ سب حالتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعضاء و جوارح کے ساتھ عاجزی کرنے کی ہیں اور نماز ان تمام حالتوں کو شامل ہے اور ہمیں ان اعضاء سے شکریہ ادا کرنے کا حکم ہے۔

اس کی مزید تفصیل بیان فرماتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

"أَنَّ الصَّلَاةَ وَكُلَّ عِبَادَةٍ خِدْمَةُ الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُهُ، وَخِدْمَةُ الْمَوْلَى عَلَى الْعَبْدِ لَا تَكُونُ إِلَّا فَرْضًا، إِذْ التَّبَرُّعُ مِنْ الْعَبْدِ عَلَى مَوْلَاهُ مُحَالٌ، وَالْعَزِيمَةُ هِيَ شَغْلُ جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ بِالْعِبَادَاتِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ، وَانْتِفَاءُ الْحَرَجِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى بِفَضْلِهِ وَكَرَمِهِ جَعَلَ لِعَبْدِهِ أَنْ يَتْرُكَ الْخِدْمَةَ فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ رُخْصَةً---وَفِي

---

[30] الکاسانی، بدائع الصنائع، ج1، ص90۔

Al-Kāsānī, "Badaʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ, Vol. 1, p. 90

[31] التین:4۔

Al-Ṭīn: 4

الصَّلَاةِ إِظْهَارُ سِمَةِ الْعُبُودِيَّةِ؛ لِمَا فِيهَا مِنْ الْقِيَامِ بَيْنَ يَدَيْ الْمَوْلَى جَلَّ جَلَالُهُ، وَتَحْنِيَةِ الظَّهْرِ لَهُ، وَتَعْفِيرِ الْوَجْهِ بِالْأَرْضِ، وَالْجُثُوِّ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، وَالْمَدْحِ لَهُ."۔[32]

نماز کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بندہ مومن اپنے رب کریم کی نوکری چاکری کرے کیونکہ غلام پر اپنے آقا کی نوکری فرض ہوتی ہے تو حق تو یہ تھا کہ انسان ہمہ وقت اپنے آقا کی خدمت گذاری اور نوکری کرتا لیکن یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر پابند اور مکلف نہیں فرمایا کہ بلکہ دنیاوی معاملات کی ادائیگی کی بھی اجازت دی، اور نماز کی مشروعیت میں عبودیت کا اظہار پایا جاتا ہے کیونکہ بندہ مومن اپنے رب کے سامنے جھک جاتا ہے، اپنا چہرہ زمین پر رکھ دیتا ہے اور کبھی اپنے گھٹنوں پر جھکا ہوا ہوتا ہے اور اپنے پروردگار کی حمد وثناء بیان کر رہا ہوتا ہے۔ اور ایک غلام کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے آقا کے سامنے جھک جائے۔

نماز کی مشروعیت میں ایک مقصد خشیت الٰہی کا پیدا ہونا ہے اور نماز میں بندہ مومن اپنے رب کی بارگاہ میں خوف اور امن کی درمیانی کیفیت کے ساتھ پانچ وقت سجدہ ریز ہوتا ہے اور یہ خشیت الٰہی انسان کو مستحق جنت بناتی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر وارد ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ"۔[33]

اے نبی مکرم ﷺ فرمادیجئے کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز کے بارے خبر دوں کہ ان لوگوں کے لیے رب کے پاس جنتیں ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، ایسے باغات جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور پاک صاف بیویاں، اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

نماز کی مشروعیت کا ایک مقصد انسان کو کامیابیوں کو سے ہمکنار کرنا ہے جس کے بارے میں مؤذن ندا دیتا ہے: " حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الفَلَاحِ " آ نماز کی طرف، آ کامیابی کی طرف۔ اللہ تعالیٰ انسان کو کامیابی کی

[32] الکاسانی، علاء الدین ابو بکر ابن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء، ج 1، ص 90۔
Al-Kāsānī, ʿAlāʾ al-Dīn Abū Bakr ibn Masʿūd, "Badaʾiʿ al-Ṣanāʾiʿ fī Tartīb al-Sharāʾiʿ" in Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1999 CE, Vol. 1, p. 90

[33] آل عمران: 15۔

Āl ʿImrān: 15

طرف دعوت دیتا ہے تا کہ بندہ مومن نماز کے ذریعے اپنے رازق کے ساتھ جڑ جائے اور کامیابی پا جائے، امام شافعی نے اس کی وضاحت یوں بیان فرمائی:

"والمعنى هلموا إلى الصلاة وأقبلوا وتعالوا مسرعين وكذلك المعنى في حي على الفلاح والفلاح هو الفوز والظفر أي هلموا إلى سبب الفوز بالجنة والاستمتاع بها وهو صلاة الجماعة"[34]

اس کا معنی ہے لوگو نماز کی طرف آؤ اور جلدی جلدی دوڑ کر آؤ اور یہی معنی حی علی الفلاح میں ہے اور فلاح کا معنی فوز اور ظفر ہے یعنی جنت کو پالینے کی کامیابی کی طرف آؤ اور جنت کی نعمتوں سے محظوظ ہونے کے سبب کی طرف آؤ اور وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ہے۔ اسی مقصد کو رب العلمین نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا:

"قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ"۔[35]

تحقیق کامیاب ہوگئے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرتے ہیں۔

نماز کی مشروعیت کا ایک مقصد اطمینان قلب کا حصول ہے؛ نماز مصائب میں تسلیہ قلب کا سبب ہے ؛اسی لیے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سخت مصائب میں نماز کا حکم دیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ"۔[36]

اے ایمان والو نماز اور صبر سے مدد مانگو۔

نبی کریم ﷺ جب پریشان ہوتے یا سخت آندھی کو دیکھتے یا زلزلہ جیسی مصیبت آتی تو نماز میں مصروف ہو جاتے کیونکہ یہ نماز سکون قلب کا اہم ذریعہ ہے، امام بیہقی نے روایت کیا ہے:

---

[34] الشافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس، مسند الامام الشافعی (مرتب: عابد سندی)، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1370ھ، ج1، ص59۔
Al-Shāfiʿī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Idrīs, "Musnad al-Imām al-Shāfiʿī (Arranged: ʿAbd al-Sandī)" in Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1370 H, Vol. 1, p. 59

[35] المؤمنون:2،1۔

Al-Muʾminūn: 1, 2

[36] البقرۃ:153۔

Al-Baqarah: 153.

" عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ صَلَّى فِي زَلْزَلَةٍ بِالْبَصْرَةِ، فَأَطَالَ الْقُنُوتَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقُنُوتَ، ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كَذَلِكَ، فَصَارَتْ صَلَاتُهُ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ"[37]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے بصرہ میں زلزلہ آیا تو آپ نے قنوت کو لمبا فرمایا پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور قنوت پڑھی، پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر قنوت پڑھی، پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں اٹھے تو اسی طرح کیا، یہ نماز چھ رکعات پر مشتمل تھی اور اس میں چار سجدے ہوئے۔

اسی طرح سخت آندھی آتی تو نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ، قَالَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ ، قَالَتْ: وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ، تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَخَرَجَ وَدَخَلَ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ، فَإِذَا مَطَرَتْ، سُرِّيَ عَنْهُ"[38]

اے اللہ میں تجھ سے ہوا کی بھلائی مانگتا ہوں، اور جو بھلائیاں اس میں پنہاں ہیں اور جنہیں یہ اٹھا کر لا رہی ہے اور میں تجھ سے ہوا کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اس میں ہے یا جس شر کو یہ لا رہی ہے یا جس شر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اور حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جب آسمان ابر آلود ہو تا تو حضور ﷺ شدید مضطرب ہو جاتے کبھی اندر داخل ہوتے پھر باہر تشریف لے آتے کبھی ادھر جاتے کبھی ادھر الغرض آپ کی یہ پریشانی آپ کے چہرہ اقدس میں عیاں ہوتی تھی جب بارش ہونے لگتی تو آپ ﷺ خوش ہو جاتے تھے۔

نماز کو بہترین جسمانی ورزش بھی کہا گیا ہے، لیکن در حقیقت یہ تو بندہ مومن کی اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی سے جھک جانے کا نام ہے اور یہ وہ نیاز مندی ہے جس میں عجیب سکون اور کیف محسوس ہوتا ہے۔

نتائج

1. نماز اللہ تعالیٰ کا اہم فریضہ ہے جو ایمان اور کفر کے مابین فرق کرتی ہے۔

---

[37] سنن البیہقی، رقم: 6382۔

Sunan Al-Baihiqi,6382.

[38] مسلم، رقم: 899۔

Muslim,899.

2. نماز اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے، جسے مومن کی معراج کہا گیا ہے۔
3. نماز کا مقصد انسان کو برائی اور بے حیائی سے بچانا ہے۔
4. نماز کے ذریعے بندہ اپنے رب کریم سے رازداری کی باتیں کرتا ہے اور اس کا قرب پاتا ہے۔
5. نماز کا ایک مقصد اللہ کا شکر ادا کرنا ہے جس کی خاطر نماز پنجگانہ انبیاء کرام کی سنت ٹھہریں۔
6. نماز کا ایک مقصد بندہ عاجز کا اپنے رب کی نوکری کرنا ہے کیونکہ غلام ہمیشہ اپنے آقا کی خدمت گذاری پر مامور ہوتا ہے۔
7. نماز کے ذریعے خشیت الٰہی حاصل ہوتی ہے جو ایمان کی حقیقت ہے کہ بندہ مومن خوف ورجا کے مابین اپنے رب سے التجاء کرتا ہے۔
8. نماز کے ذریعے فلاح وفوز کی ضمانت ملتی ہے۔
9. نماز کا مقصد اطمینان قلب کا حصول بھی ہے۔
10. نماز ظاہری وباطنی اعضاء وجوارح کے لیے بہترین ورزش کا بھی ذریعہ ہے۔